5163 ـ كيا خلع حاصل كرنے والى عورت پر بهى عدت ہے

سوال

اگرعورت خود خلع طلب كرے تو كيا اس پر بهى عدت ہوگى ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

1 ـ خلع اصل ميں بيوى كے مطالبہ پر ہى ہوتا ہے اور بيوى كے مطالبہ كے بعد خاوند كا عليحدگى پر رضامند ہونے كو خلع كہتے ہيں ـ

2 ـ خاوند سے عليحدگى اختيار كرنے والى ہر عورت پر عدت واجب ہے يا پھر اس كے خاوند نے اسے طلاق يا فسخ نكاح اوريا وفات كى وجہ سے چھوڑ ا ہو ليكن اگر دخول سے قبل طلاق ہوئي ہو تو پھر عورت پر كوئي عدت نہيں اس ليے كہ فرمان بارى تعالى ہے :

اے مومنوں ! جب تم مومن عورتوں سے نكاح كرو پھر ہاتھ لگانے سے قبل ہى طلاق دے دو تو ان پر تہمارا عدت كا كوئي حق نہيں جسے تم شمار كرو الاحزاب (49) ـ

3 ـ اورخلع كى عدت كے بارہ ميں صحيح يہى ہے كہ وہ ايک حيض عدت گزارے گى اس كى دليل سنت رسول صلى الله عليہ وسلم ميں موجود ہے :

ابن عباس رضى اللہ تعالى عنہما بيان كرتے ہيں كہ نبى صلى اللہ عليہ وسلم كے دور ميں ثابت بن قيس رضى اللہ تعالى عنہ كى بيوى نے اپنے خاوند سے خلع كيا تونبى صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے ايک حيض عدت گزارنے كا حكم ديا ـ

سنن ترمذى حديث نمبر (1185) سنن ابوداود حديث نمبر (2229) اورامام نسائي رحمہ اللہ تعالى نے ربيع بنت عفراء سے حديث بيان كى ہے سنن نسائي حديث نمبر (3497) دونوں حديثوں كو حافظ ابن قيم رحمہ اللہ تعالى نے صحيح قرار ديا ہے جس كا ذكر آگے آئے گا ـ

حافظ ابن قيم رحمہ اللہ تعالى عنہ كا كہنا ہے :

خلع حاصل كرنے والى عورت كو ايک حيض عدت گزارنے كا جوحكم نبى صلى اللہ عليہ وسلم نے ديا ہے اس ميں دو

حکموں کی دلیل ہے :

پہلا:

یہ کہ اس عورت پر تین حیض عدت نہیں بلکہ اسے ایک حیض بطور عدت گزارنا ہی کافی ہے ، جس طرح کہ حدیث میں واضح اورصریح موجود ہے ۔

امیر المومنین عثمان بن عفان اورعبداللہ بن عمر بن خطاب اورربیع بنت معوذ اوران کے چچا جوکبار صحابہ کرام میں سے ہیں ان سب کا مسلک بھی یہی ہے ، اوران کا کوئي بھی مخالف نہیں ۔

لیث بن سعد ابن عمررضي اللہ تعالی عنہ کے مولی نافع سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضي اللہ تعالی عنہ سے سنا کہ وہ عبداللہ بن عمر رضي اللہ تعالی عنہ کوبتا رہی تھیں کہ :

انہوں نے عثمان بن عفان رضي اللہ تعالی عنہ کے دور میں اپنے خاوند سے خلع حاصل کیا تواس کے چچا عثمان بن عفان رضي اللہ تعالی عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے بنت معوذ نے آج اپنے خاوند سے خلع لے لیا ہے تو کیا وہ منتقل ہوجائے ؟ توعثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب دیا جی ہاں وہ منتقل ہوجائے نہ تو ان دونوں کے درمیان کوئي وراثت ہے اورنہ ہی ایک حیض کے سوا کوئي عدت ہے ، صرف ایک حیض کے آنےتک وہ نکاح نہیں کرسکتی کہ کہیں اسے حمل ہی نہ ہو ، توعبداللہ بن عمررضی اللہ تعالی عنہما کہنے لگے : عثمان رضی اللہ تعالی عنہ ہم سے زیادہ علم والے اورہم سے بہتر تھے ۔

اسحاق بن راھویہ اورامام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی ایک روایت میں جسے شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالی نےبھی اختیار کیا ہے کا بھی یہی مسلک ہے ۔

ان کا کہنا ہے کہ : اس کی تائید قواعد شرعیہ کا مقتضی ہے کہ تین حیض عدت تواس لیے رکھی گئي ہے کہ رجوع کرنے کی مدت لمبی ہوسکے اورخاوند کواس مدت کے اندرغور وفکر کرنے کا موقع ملے اورعدت کے اندر رجوع کرنا ممکن ہوسکے ۔

اورجب بیوي کےلیے رجعت اورواپسی ہے ہی نہیں توپھرعدت کا مقصد تو صرف استبراء رحم ہے جس کےلیے ایک حیض ہی کافی ہے ۔

ان کا کہنا ہے کہ : اس بارہ میں تین طلاق شدہ عورت کی عدت کےساتھ ہم پر کوئي عیب نہیں لگایا جاسکتا ، اس لیے کہ طلاق کے بارہ میں بائن اوررجعی کے بارہ میں عدت کا حکم ایک ہی رکھا گیا ہے ۔ دیکھیں زاد المعاد (5 / 196 / 197) ۔

اس کے ساتھ ساتھ کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ خلع والی عورت کی عدت بھی مطلقہ کی طرح تین حیض ہی ہے ، امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نےبڑے احسن انداز میں ان کا رد کرتے ہوئے کہا ہے :

خلع طلاق نہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے دخول کے بعد ہونے والی طلاق جواپنا عدد مکمل نہ کرسکے(یعنی تین طلاق نہ ہوں بلکہ تین سے کم ہوں) اس پر تین احکام مرتب کیے ہیں جوکہ سب کے سب خلع میں نہیں پائے جاتے :

پہلا : یہ کہ خاوند کواس سے رجوع کا حق حاصل ہوتا ہے ۔

دوسرا :

اس کی تعداد تین ہے توتین کا عدد مکمل ہونے پر وہ اس کے لیے حلال نہیں مگرجب وہ کسی اورمرد سے شادی کرے اوردخول کے بعد اس سے بھی طلاق ہوتو پھر پہلے کے لیے حلال ہوسکتی ہے ۔

تیسرا :

اس میں عدت تین حیض ہیں ۔

تویہ سب کچھ خلع میں نہیں ہے ، لھذا اس بنا پر ہم یہ کہیں گے کہ خلع لینے والی عورت کی عدت اتنی ہی رہے گی جس پرحدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم دلالت کرتی ہے کہ اس کی عدت ایک حیض ہے ۔

واللہ اعلم .